افریقہ کیلئے امداد کی تحریک اور جماعت کی روحانی ترقی کی مثالیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ رنومبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ﴿۹﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿۱۰﴾ وَهَدَيْنٰهُ
النَّجْدَيْنِ ﴿۱۱﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۳﴾
فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۴﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۵﴾ يَّتِيْمًا
ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۸﴾
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۹﴾ (البلد: ۹-۱۹)

پھر فرمایا:

خدا کی تقدیر کچھ یہ معلوم ہوتی ہے کہ دشمن جتنا زیادہ مغضوب اور ضالّین کی راہ میں آگے بڑھتا چلا جارہا ہے اتنا ہی خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کو صراط مستقیم پر پہلے سے بڑھ کر تیز رفتاری کے ساتھ آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

یہ تقدیر ہر روز ہر ملک میں احمدیوں کے ہر طبقہ پر نظر ڈالنے سے روشن تر ہوتی چلی جارہی

ہے اور کوئی ایک بھی خطہ دنیا ایسا نہیں جہاں سے اس پہلو سے ہر روز نئی سے نئی خوشخبریاں عطا نہ ہو رہی ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دشمن کے دکھوں اور ظلموں سے تنگ آ کر ایک مرتبہ ایک ایسا شعر فرمایا جس کی صحیح حقیقت حقیقی روح اب ہمیں معلوم ہو رہی ہے کہ وہ کیا تھی آپؑ فرماتے ہیں:

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا
(درثمین)

جتنا زیادہ دشمن ظلم اور سفاکی میں آگے بڑھتا چلا گیا اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور شفقت کے سلوک کو بڑھا دیا۔ چنانچہ یہی اللہ کی رحمت اور شفقت ہے جو ایسے دکھوں کے دور میں انسان کو زندگی کی توفیق عطا فرماتی ہے۔ چنانچہ اللہ کی اس تقدیر کے اشاروں کو سمجھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے سامنے جب بھی نیکی کی کوئی راہ بھی آئے گی وہ یقیناً اس میں پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتی رہے گی اور نئے نئے نیکی کے راستے خدا کھولتا چلا جائے گا اور دشمن خواہ یہ سمجھتا رہے کہ جماعت کی توفیق ختم ہو چکی ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر نئی نیکی کے لئے توفیق بھی بڑھاتا چلا جائے گا اور یہ ناممکن ہے کہ جماعت احمدیہ کسی نیک اقدام کا فیصلہ کرے اور خدا تعالیٰ اس توفیق کو نہ بڑھا دے جو نیکی کی خاطر ہمیں محض خدا نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کے متعلق نہ صرف سبق ہیں بلکہ بعض خطرناک غلطیوں سے متنبہ بھی فرمایا گیا ہے۔ نیکی کیا ہے، سچی ہمدردی کس کو کہتے ہیں، اس کے مقاصد کیا ہیں، کون سے خطرات ہیں جن سے بچنا چاہئے۔ یہ تمام مضمون قرآن کریم نے ان آیات میں تفصیل سے بیان فرمایا اور حقیقت میں یہ آیات اس زمانہ کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہیں لیکن چونکہ ایک خطبہ جمعہ میں تفصیلی تفسیر کا وقت تو میسر نہیں آ سکتا لیکن میں مختصراً اس مقصد کی خاطر جس کی طرف میں آپ کو لے جانا چاہتا ہوں کچھ حصے ان آیات کے آپ پر کھولنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِ ۙ‏ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِ ۙ‏ وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ‌ ۚ‏ فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ ۖ‏ کہ کیا ہم نے اسلام سے یا دین سے بے بہرہ لوگوں کو آنکھیں عطا نہیں فرمائی تھیں۔ اگرچہ واحد میں ذکر چل رہا ہے لیکن اس سے مراد قوم ہے یا انسان بحیثیت انسان ہے۔ تو ایسا انسان جو دین سے بے بہرہ ہو اس کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کیا ہم نے تمہیں آنکھیں عطا نہیں فرمائی تھیں اور کیا تمہیں بولنے کے لئے اعضاء عطا نہیں کئے گئے تھے۔ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِ زبان نہیں دی تھی تمہیں اور ہونٹ نہیں دیئے تھے تاکہ اگر کوئی بات تمہیں معلوم نہیں ہوسکتی تھی تو پوچھ کر معلوم کر لیتے؟ اگر تم بے خدا تھے تو خدا والوں سے یہ سلیقے سیکھ لیتے یہ مراد ہے وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ اور ہم نے اسکے اوپر کیا دوراستے نہیں کھول دیئے تھے؟ جن میں سے ایک راستہ ترقی کا تھا اور ایک تنزل کا۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ اس نے اوپر جانے والا راستہ اختیار نہیں کیا اور تنزل کا راستہ اختیار کر لیا جس میں محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے اس راستہ کو چھوڑ دیا اور آسانی کا راستہ اپنے لئے اختیار کر لیا جو دنیا کی طرف لے کر جاتا ہے۔ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡعَقَبَةُ اور تمہیں کیا چیز بتائے، کیسے سمجھایا جائے کہ عقبہ کیا ہے یعنی نیکیوں میں بلندی کی راہ اختیار کرنا کیا چیز ہے؟

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکیاں بھی دو قسم کی ہیں نجدین سے مراد یہ نہیں ہے کہ بدی کا راستہ بالمقابل نیکی کے راستہ کے، یہ دو راستے ہیں اس تعلق میں نجدین کا مطلب یہ ہے کہ دو قسم کی نیکیوں کے راستے ہم نے اس کے لئے کھولے تھے، ایک دنیاداری کی، مادہ پرستی کی نیکیاں ہیں جو بے خدا لوگوں میں بھی نظر آجاتی ہیں اور ایک وہ نیکیاں ہیں جو حقیقی نیکی کی روح رکھتی ہیں، جو آخر خدا تک انسان کو پہنچا دیتی ہیں۔ ان دونوں نیکیوں میں بظاہر مشابہت کے باوجود ایک نمایاں فرق ہے اور بسا اوقات اس زمانہ میں لوگ اس فرق کو نہ پہچان کر یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہم نے تو مذہبی لوگوں میں وہ نیکیاں نہیں دیکھیں جو ہمیں غیر مذہبی دنیا میں نظر آرہی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ دو قسم کی نیکیوں میں تمیز فرما رہا ہے ایک عقبہ کی نیکی ہے جو محنت کو مشقت اور جان کو جوکھوں میں ڈال کر خدا کی خاطر نیکی کو اختیار کرنا اور اس کی اپنی صفات ہیں۔ ایک دنیا کی خودرو نیکیاں ہیں اور

ان نیکیوں کی اپنی صفات ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ایک دوسرے کو ممتاز کر دیتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الۡعَقَبَةُ تمہیں ہم کیسے عقل دیں کیسے سمجھائیں کہ عقبہ کیا چیز ہے؟ اس کی بنیادی شرط یہ بیان فرمائی فَكُّ رَقَبَةٍ یہ وہ نیکی جو بنی نوع انسان کی ہمدردی سے تعلق رکھتی ہے اس میں ہمدردی کے دوران بندشیں نہیں ڈالی جایا کرتیں، Ties نہیں ہوا کرتی، اُس کے ساتھ کوئی Strings نہیں ہوا کرتیں، یعنی انسانی ہمدردی ہو اور پھر سیاسی مقاصد پیش نظر ہوں، انسانی ہمدردی ہو اور قومی مقاصد پیش نظر ہوں، رنگ اور نسل کی تمیز ہو جائے اور انسان کوشش یہ کرے کہ نیکی کے ذریعہ کسی قوم کو اپنا غلام بنالے۔ فرمایا اگر یہ بات تمہاری نیکی میں پائی جائے تو وہ عقبہ والی نیکی نہیں، اس نیکی کے نتیجہ میں تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا کیونکہ تم نے نیکی کے نام پر قوموں کو غلام بنانے کا فیصلہ کیا ہے تم نے نیکی کے نام پر اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تو اس روح کو جو قرآن کریم نے بیان فرمائی اس کو مدنظر رکھ کر آج آپ بڑی بڑی قوموں کی بظاہر نیکیوں پر نگاہ ڈالیں تو ان میں سے ہر ایک فَكُّ رَقَبَةٍ کی صفت سے عاری نظر آتی ہے۔

ابھی پچھلے دنوں بہت زیادہ چرچا ہوا ہے۔ ابے سینیا میں یعنی حبشہ میں فاقہ کی آفات کا اور اچانک ٹیلی ویژن میں، ریڈیو میں، اخباروں میں بڑی شدت سے وہاں کے متعلق خبریں آنے لگی ہیں اور قومیں حرکت میں آئی ہیں۔ یورپ حرکت میں آگیا ہے، امریکہ حرکت میں آگیا ہے، روس حرکت میں آگیا ہے اور اس سے پچھلے سال سینی گال میں اور دوسرے ممالک میں اس قدر فاقے پڑے ہیں کہ جانور تباہ ہو گئے بھوک سے، انسان تباہ ہو گئے، بچے مارے گئے۔ اتنے خوفناک مناظر ہیں اس زمانے کے جو بعد میں تصویروں میں پیش کئے گئے کہ علاقے کے علاقے صحرا پنجروں سے بھرے پڑے ہیں جو جانور ایک ساتھ رہ نہیں سکتے بھوک کی شدت نے ان کو ایک انسانی زندگی کے انس کے نتیجہ میں اکٹھا کر دیا، شیر بھی وہیں مرا پڑا ہے، بکری بھی وہیں مری پڑی ہے، ہاتھی بھی وہیں مرا پڑا ہے، خرگوش بھی وہاں مرا پڑا ہے اور ان کے پنجر بتا رہے ہیں کہ ان میں یہ بھی استطاعت نہیں رہی تھی آخر پہ آکر کہ وہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچا سکیں۔ پانی نہیں تھا جب پیاس کی شدت ہو جائے اور جسم نڈھال ہو جائے تو کھانے کی خواہش ہی باقی نہیں رہتی۔ ہاتھیوں نے پاؤں سے گڑھے نکالے، کنویں نکالے جس حد تک بھی ہاتھی کو استطاعت ہے اور وہ کافی گہرا گڑھا کھود لیتا ہے۔ ان کے

نکالے ہوئے کنوؤں سے مٹی چوس چوس کے جانوروں نے پانی پیئے یہاں تک انسان وہاں پہنچتے رہے، وہ پانی بھی خشک ہو گیا اور کوئی قوم حرکت میں نہیں آئی۔ نہ روس کو خیال آیا کہ اس طرح انسانیت بھوکوں مر رہی ہے، اور نہ امریکہ کو خیال آیا، نہ یورپ کی قومیں جاگیں۔ اب افریقہ ایک حصہ میں صرف یعنی ابی سینیا میں جو بھوک پڑی ہے تو اچانک یہ بیدار ہو گئے ہیں وجہ یہ ہے کہ وہاں ان کی سیاسی کشمکش چل رہی ہے دونوں گروہوں یعنی مشرق اور مغرب کی طاقتیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ آج جوان کا پیٹ بھرے گا وہ اس کے غلام ہو جائیں گے، اُس کے ساتھ اِس کے سیاسی روابط بڑھ جائیں گے۔ تو جب مغرب کو یہ پتہ چلا کہ روس نے کثرت کے ساتھ ٹرکس بھجوانے شروع کر دیئے ہیں اور کچھ گندم کے ذخائر بھجوانے لگے ہیں تو اچانک ان کی دلی ہمدردی انسانی ہمدردی جاگ گئی اور بڑی تیزی کے ساتھ وہاں ایک دوسرے سے انہوں نے دوڑ شروع کر دی اور دوڑ کا آخری مقصد کیا ہے کہ اس ساری قوم کو ہم اپنا غلام بنائیں ۔ اس کے ساتھ چاڈ بھی ہے وہاں بھی لوگ بھوکوں مر رہے ہیں اس کا کوئی خیال نہیں آ رہا اور دیگر ممالک بھی ہیں۔

تو اس لئے قرآن کریم کی یہ عجیب عظمت ہے کہ ایک چھوٹے سے فقرہ میں آئندہ زمانہ میں پیدا ہونے والے سارے فتنوں کا بھی ذکر فرما دیا اور آئندہ زمانوں میں پیدا ہونے والے حالات کا ذکر فرما دیا اور وہ بنیادی بات بیان کر دی جس کے نتیجہ میں ظاہری نیکیاں حقیقی اور گہری نیکیوں سے ممتاز ہو جایا کرتی ہیں۔ ایک فاقہ اہل مکہ پر بھی پڑا تھا جو شدید دشمن تھے آنحضرت ﷺ کے جب ان کو گندم کی ضرورت پڑی تو حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ جو قافلے ان کے گندم لینے کے لئے شام کی طرف جاتے ہیں ان پر کوئی حملہ نہیں کرنا۔ کیونکہ آج انسان بھوک میں مبتلا ہے۔ چنانچہ یہ فرق ہے بنیادی وہاں ایک نیکی ہے غلامی سے آزاد کرنے والی نیکی ایک نیکی ہے غلام بنانے والی نیکی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دو راستے کھلے ہیں انسان کے لئے اگر ان کو نیکیوں کا سلیقہ نہیں تھا تو میرے وہ بندے جن کو میں نے خود نیکیوں کے سلیقے سکھائے ہیں ان سے پوچھ لیتے، ان سے معلوم کرتے کہ نیکی کی روح کیا ہے یعنی محمد مصطفی ﷺ اور آپؐ کے غلاموں سے پوچھتے۔

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۴﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۵﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۷﴾

فرمایا اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَۃٍ کھانا ایسے زمانہ میں کھلانا جب کہ بھوک عام ہو۔ یہ جو ہے بھوک عام ہونے کا وقت اس سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ کسی اور جگہ بھوک عام ہو۔ مراد یہ ہے کہ کچھ لوگ تو ہیں جو خود آسائش میں ہیں اور وہ کھانا کھلا دیتے ہیں جب اُن کو ضرورت نہ ہو اور کچھ خدا کے وہ بندے بھی ہیں جب کہ وہ خود بھوک کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں خود فاقوں میں مبتلا ہوتے ہیں خود ان کو ضرورت ہوتی ہے اس وقت وہ دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں یہ ہے عقبہ۔

ہاں بیٹھے Surplus Food ہے بے شمار کھانا بچا ہوا ہے اور یہ مسئلے درپیش ہیں کہ کھانے کا کریں کیا؟ اگر مارکیٹ میں پھینکیں تو اقتصادی حالات بگڑ جاتے ہیں، گوشت سستا ہو جائے تو گوشت پیدا کرنے سارے نظام پر وہ بری طرح اثر انداز ہوتا ہے، اگر انڈا سستا ہو جائے تو جتنے انڈے بنانے کے لئے، مختلف فارمز ہیں مرغی پالنے والے وہ سارے کے سارے اس قدر بعض دفعہ متاثر ہوتے ہیں اقتصادی لحاظ سے کہ کچھ دن انڈا زیادہ رہتا ہے پھر اس کے بعد ایسا مارکیٹ سے غائب ہو جاتا ہے کہ پھر سنبھالا نہیں جاتا۔ تو آج کل کے دور میں یورپ میں اس وقت حالت یہ ہے کہ کھانا اتنا کثرت سے پیدا کر چکے ہیں کہ اب یہ سوچ رہے ہیں کہ کھانے کو کم کس طرح کریں۔ اور وہ کھانا یہاں Rot (گلنا سڑنا) کرتا رہا ہے۔ آج کی بات نہیں ہے پچھلے سال بھی یہ مسئلہ تھا اس سے پچھلے سال بھی یہ مسئلہ تھا، اس سے پچھلے سال بھی یہی مسئلہ تھا۔ گوشت زیادہ ہوا ہے، انڈے زیادہ ہوئے ہیں، خوراک کی دوسری چیزیں بڑھ گئی ہیں ان کے استعمال کی طاقت سے اور اہل حبشہ یہ کہتے ہیں اور ان کے ایک وزیر نے بیان دیا ہے کہ تم آج جو ہماری طرف اب دوڑ رہے ہو جب کہ حالت یہ ہے کہ خطرات اتنے بڑھ چکے ہیں کہ اب تم لوگ ایک دوسرے سے دوڑ بھی لگاؤ تو لکھو کھہا انسان تمہاری آنکھوں کے سامنے بھوکے مر جائیں گے اور کوئی ان کو بچا نہیں سکتا کیونکہ ذرائع آمد و رفت نہیں ہیں۔ حالات ان کے ایسے ہیں کہ ان صحراؤں میں اس تیزی سے پہنچ ہی نہیں سکتے اور نہ اس تیزی سے وہاں تقسیم کر سکتے ہیں۔ وہاں جو انتظامی مشینری ہے وہ بھی مکمل نہیں ہے تو صرف کھانا اب تم پہنچانے آئے ہو، ان کا یہ بیان آیا اور ہم پر احسان چڑھا رہے ہو۔ تمہیں علم تھا، وزیر نے حوالے دیئے ہیں؟ تمہاری یونائیٹڈ نیشنز کی رپورٹوں میں آج سے دو سال پہلے یہ پیشگوئی تھی کہ فلاں جگہ فلاں وقت

میں بہت شدید قحط پڑنے والا ہے، کثرت سے لوگ فاقوں مریں گے اور دوسرے ممالک کے متعلق بھی تھی اور تم چپ کر کے بیٹھے رہے اور اب جب کہ سیاسی دوڑ شروع ہوئی ہے تو ایک دوسرے پہ سبقت لے جارہے ہو۔

اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَۃٍ اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کے کچھ بندے ایسے وقت میں بھی کھانا کھلاتے ہیں جب کہ خود وہ فاقوں کا بھی شکار ہو رہے ہوتے ہیں، خود ان پر مالی تنگی پڑ رہی ہوتی ہے، ان کے حالات اقتصادی ان کو بظاہر اجازت نہیں دیتے کہ وہ دوسروں پر خرچ کریں ایسے عام حالات میں وہ پھر خدا کی خاطر آگے بڑھتے ہیں:

وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا ﴿۹﴾ (الدھر:۹) ایک دوسری جگہ فرمایا تو اس وقت جب کہ کھانے سے محبت ہو جاتی ہے انسان کو فاقہ کشی کی وجہ سے۔ عام طور پر کھانا سب کو عزیز ہے لیکن جب کھانا عام ملتا ہو تو اس سے محبت نہیں ہوا کرتی لیکن جب غائب ہونا شروع ہو جائے کھانا تو اس سے محبت ہو جاتی ہے اسی لئے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں وقت جو مزہ دال روٹی کا آیا تھا ویسا پھر کبھی مزہ نہیں آیا اس لئے کہ بھوک کا شکار ہوتے ہیں۔ شکار کے ذریعہ یا کسی اور پکنک کے ذریعہ یا ویسے ہی بعض حالات کے نتیجہ میں وقتی طور پر کھانا میسر نہیں آتا اور ایک احمدی جو کھانے کا عادی ہے باقاعدہ اس کو اتنی بھوک لگتی ہے اتنی بھوک لگتی ہے کہ ترس جاتا ہے کھانے کے لئے۔ اس وقت اس کو کھانے سے محبت ہوجاتی ہے تو فرمایا وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا ﴿۹﴾ جب محبت ہو چکی ہوتی ہے کھانا سے عشق ہو جاتا ہے انسان کو اس وقت بھی وہ خدا کی خاطر دوسرں کو دے رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ وہی نقشہ ہے اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَۃٍ اس وقت وہ کھانا کھلاتے ہیں جب کہ بھوک عام ہو جاتی ہے۔

یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَۃٍ ﴿۱۶﴾ اَوۡ مِسۡکِیۡنًا ذَا مَتۡرَبَۃٍ ﴿۱۷﴾ ایسے یتیم کو بھی کھانا کھلاتے ہیں جس کے پوچھنے والے لوگ موجود ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ اس کے ساتھ اس کے تعلقات ہیں، وہ زیادہ ذمہ دار ہیں کہ اس بات کے کہ وہ اس کو کھانا کھلائیں۔ یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَۃٍ کا عام معنی لیا جاتا ہیں کہ اپنے عزیز یتیموں کو لیکن خدا نے تو یہاں کہیں یہ ضمیر ان کی طرف نہیں پھیری۔ یہ تو کلام الٰہی کی شان ہے کہ اس مضمون کو کھول دیا اور وسعت عطا فرمادی۔ پس یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَۃٍ کا مطلب

ہے کوئی یتیم جس کے کوئی بھی قریبی ہوں چنانچہ اسی مضمون کو جب آپ قوموں کی شکل میں اطلاق کرتے ہیں تو یہ منظر سامنے آتا ہے کہ بعض قومیں بعض کی دوست ہوتی ہیں وہ ان کا سہارا اور ولی ہوتے ہیں اور بعض قومیں ہیں جو بیچاری بے سہارا ہو جاتی ہیں ان کا کوئی سیاسی دوست نہیں ہوتا تو ایسی قومیں جن کے سیاسی دوست بھی ہوتے ہیں۔ اگر وہ خدا والی قومیں ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی صورت میں وہ یہ انتظار نہیں کریں گے کہ ان کا فلاں دوست ہے اس سے یہ کیوں نہیں کھانا لیتے۔ روس سے تعلقات ہیں اور روٹی لینے ہمارے پاس آ گئے ہیں۔ جو خدا کے بندے ہیں وہ پھر یہ نہیں دیکھا کرتے ،ان کو صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے بندے ہیں اور تکلیف میں مبتلا ہیں اس لئے ان کی خدمت شروع کر دیتے ہیں۔

اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ اور ایسے لوگ یا ایسی قومیں بھی ہوتی ہیں جو پراگندہ حال، خاک آلود، مسکین جن کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو مثلاً نائیجر ہے مثلاً چاڈ ہے آج کل یا اور شمالی افریقہ کے بعض ممالک کے جنوبی حصے خصوصیت کے ساتھ بہت ہی شدید تکلیف میں مبتلا ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے تو ان کو بھی وہ کھانا کھلاتے ہیں۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پھر ایک اور تعریف یہ بیان فرمائی کہ جو لوگ عقبہ کی طرف حرکت کرتے ہیں بلندی کی طرف یعنی نیکیوں میں سے اعلیٰ نیکی کو پکڑتے ہیں اور ظاہری دکھاوے کی نیکی کو چھوڑ دیتے ہیں وہ بلندی پر چڑھتے چڑھتے خدا تک پہنچ جایا کرتے ہیں کیونکہ سچی نیکی لازماً انسان کو خدا تک لے جاتی ہے ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور یہ صفت ہے ایسے رنگ میں جو گزشتہ صفات کے اوپر ایک نگران کے طور پر مقرر ہو گئی ہے۔ یہ صفت بتاتی ہے کہ پہلی صفات حقیقی رنگ میں موجود تھیں یا نہیں۔ اگر یہ نصیب ہو جائے تو یقین جانو کہ تمہاری نیکی سچی تھی اور بلندی کی طرف حرکت کر رہی تھی۔ اگر تمہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا نیکیوں کے نتیجہ میں اور دنیا کے کیڑے رہتے ہو تو ان نیکیوں کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

چنانچہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب میں مشرک تھا، بے دین تھا اس وقت بھی میں نیکی کیا کرتا تھا، اس وقت بھی مجھے غریبوں سے

محبت تھی، اس وقت بھی میں یتیموں کو کھانا کھلایا کرتا تھا تو کیا وہ میری ساری نیکیاں ضائع چلی جائیں گی؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کیا کہہ رہے ہو؟ یہ اسلام انہی نیکیوں ہی کا تو انعام ہے۔ فرمایا ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پھر خدا ایسے بندوں کو بے دست و پا نہیں چھوڑتا بے سہارا نہیں رہنے دیتا ان کو ایمان نصیب کرتا ہے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اس بات کے حق دار ہیں اور اس بات پر مامور کئے جاتے ہیں وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ کہ وہ دوسروں کو صبر کی اور رحمت کی تلقین کریں۔

اب صبر کی تلقین کرنے والے بھی دو قسم کے ہیں وہ جن کے پیٹ بھرے ہوں، جنہوں نے قربانیوں میں حصہ نہ لیا ہو وہ خالی بیٹھے صبر اور رحم کی تلقین کر رہے ہوں اس کی حیثیت ہی کوئی نہیں اور کچھ وہ لوگ جو دوسروں کی خاطر دوسروں کے دکھ بانٹنے کے لئے اپنے آپ کو مشکلات میں ڈال دیتے ہیں ان کے منہ سے جو صبر کا کلمہ نکلتا ہے وہ سچا کلمہ ہے اس کے اندر طاقت ہوتی ہے۔ وہ اس بات کے حق دار ہیں، اور رکھتے ہیں یہ شان کہ دوسروں کو کہیں ہاں تم صبر کرو، دیکھو تمہاری خاطر ہم نے بھی تمہارے دکھ بانٹے۔ ہم بھی تمہارے ساتھ شامل ہوئے اور پھر ان غریبانہ حالتوں کو نفرتوں میں نہیں بدلتے۔

میں نے جیسا کہ بیان کیا تھا آئندہ زمانہ کی سیاسی پیشگوئیاں بھی اس میں موجود ہیں وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ۔ باوجود اس کے کہ اس وقت غریب اس حالت میں ہوتا ہے کہ اگر اس کو انگیخت کیا جائے تو وہ امیروں کے خلاف اٹھ کھڑا ہو اور بڑی بڑی قوموں کے خلاف نفرتیں پھیلائی جاسکتی ہیں ان لوگوں کے دلوں میں لیکن خدا کے بندے جو عقبہ پر جانے والے ہیں وہ خدا کے بندوں کے خلاف صبر کی تلقین تو کرتے ہیں مشتعل ہونے کی تلقین نہیں کرتے۔ رحمت کی تلقین تو کرتے ہیں نفرت کی تلقین نہیں کرتے۔ یہ ہے مقام حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں کا۔

پس جب مجھے یہاں کے بعض دوستوں نے بھی توجہ دلائی لیکن اس سے پہلے ہی میں سوچ رہا تھا افریقہ کے لئے بھی تحریک کروں تو بعض دوستوں کے خطوں سے مجھے خیال آیا کہ وہ سمجھ نہیں رہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب نے تو از خود ہی ان کو چندہ دے دیا اب سینیا کے لئے ان کو جواب میں میں نے یہ لکھا اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهٖ (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب یقاتل

من وراء الامام ویتقی بہ) امام تو ڈھال ہوتا ہے اس کے پیچھے رہ کر لڑنا چاہئے۔ تم نے جلد بازی کی ہے مجھے خود احساس ہے تم سے زیادہ احساس ہے کہ کیا ہو رہا ہے، ساری دنیا کی ضرورتیں میرے پیش نظر ہیں، اسلام کی ساری ضروریات پیش نظر ہیں اور تمہارے لکھنے سے پہلے میں فیصلہ کر چکا تھا کہ تمہیں ساری بات سمجھا کر پھر تحریک کروں گا۔

جہاں تک جماعت کی استطاعت کا تعلق ہے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ساری جماعت اپنی ساری دولت بھی لٹا دے تو اس وقت جو بھوک کا دن آ گیا ہے اس کو دور نہیں کر سکتی۔ آٹے میں نمک کے برابر بھی ہمارے اندر توفیق نہیں کہ ہم ان لوگوں کی تکلیف دور کر سکیں لیکن اس وقت ایک میدان خالی ہے جہاں یَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ موجود ہے یا اَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ بھی موجود ہے۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ چاڈ کے فرانس سے تعلقات ہیں وہ مدد دے یا لیبیا سے تعلقات ہیں قذافی کیوں نہیں دیتا ان کو؟ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ نائیجر کا فرق ہی کوئی نہیں پڑتا جتنے مرضی بھوکے مر جائیں ان سے کیا فرق پڑتا ہے نہ وہ اس طرف کے اور نہ وہ اس طرف کے اَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ بھی وہاں موجود ہیں۔

چنانچہ پیشتر اس کے کہ میں تحریک کرتا میں نے تمام افریقہ کے مبلغین کو یہ لکھوایا ہوا ہے کہ آپ پوری طرح جائزہ لیں کہ کس طرح ان غریبوں کی جماعت مدد کر سکتی ہے؟ کون سا بہترین ذریعہ ہے اور اس میں مسائل کیا در پیش ہوں گے۔ صرف ٹرانسپورٹ ہی ایک ایسی چیز ہے کہ اگر ہم ٹرانسپورٹ پیدا کرنے کی کوشش کریں اپنے لئے ،تو سارے وسائل کام آ جائیں گے لیکن ہم نہیں کر سکیں گے لیکن اس سے قطع نظر ہمیں اپنے دل کا اطمینان ہونا چاہئے۔ میں جو تحریک کر رہا ہوں وہ اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ قطع نظر اس کے کہ کام ہماری طاقت سے بڑھ کر ہے ہماری نیت یہ ہونی چاہئے کہ ہم اپنے رب کے حضور اپنے ضمیر کو مطمئن پائیں، ہمارے دل میں یہ تسکین ہو کہ ہم بھی ان لوگوں میں شامل تھے جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے شدید مشکلات میں مبتلا تھے، اپنے وطنوں میں احمدی بے وطن ہو رہے تھے، ان کے اقتصادی ذرائع پر ضربیں لگائی جا رہی تھیں، ان کو ہر طرح بدحال اور مفلوک الحال کیا جا رہا تھا، ان پر دنیا کو احمدی مسلمان بنانے کی ذمہ داریاں تھیں، ان کو بے شمار

میدانوں میں لٹریچر پر خرچ کرنا تھا، تنظیموں پر خرچ کرنا تھا، مساجد پر خرچ کرنا تھا، نیکیوں کے نئے سے نئے رستے کھلتے چلے آرہے تھے اور ہر آواز پر وہ اپنی ساری طاقتیں خرچ کر کے اپنی طرف سے جیبیں خالی کر چکے تھے اس وقت خدا کی نظر یہ دیکھے گی اور دیکھ رہی ہے کہ اسی جماعت کو جب تحریک کی گئی کہ آج اس بھوک کے دن کو مٹانے کے لئے بھی کچھ نہ کچھ پیش کرو تو وہ ضرور کچھ نہ کچھ پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان لوگوں میں سے بنایا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم ہیں احمدی ہیں یا دشمن ہیں احمدیت کے جہاں بھی تکلیف ہوگی وہاں جماعت احمدیہ ضرور تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرے گی۔

چنانچہ ابھی کراچی میں کچھ عرصہ پہلے جب بہت خطرناک بارش ہوئی اور بہت ہی زیادہ تکلیف پہنچی ہے غریب گھرانوں کو تو احمدی عورتیں لجنہ کی جو کچھ ان کے بس میں تھا کوئی کمبل کپڑے، کوئی کھانا لے کر غریبوں کے گھر پہنچیں اور خدمت شروع کی اور کوئی تبلیغ کی نیت نہیں تھی نہ ان کا ارادہ نہ اس خیال سے وہاں وہ گئیں۔ صرف تکلیف دور کر رہی تھیں تو بعض احمدی بہنوں نے مجھے جو یہ واقعات لکھے ہیں حیرت انگیز ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ بعض لوگ اکٹھے ہو کر ہمارے پیچھے پڑ گئے کہ تم ہمیں بتاؤ تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں نہیں بتانا چاہتے تمہیں تکلیف ہوگی اور اگر ہم نے بتا دیا ہوسکتا ہے تم ہم سے لینا بند کر دو۔ تم اپنی ضرورت پوری کرو تمہیں اس سے کیا غرض ہے کون آیا تھا، کیوں آیا تھا، کیا دے گیا؟ اس پر وہ کہتے ہیں کہ عجیب نظارے ہم نے دیکھے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ دیکھو ہم یہ جانتے ہیں اس بھرے پاکستان میں اور کسی کو خیال نہیں آسکتا تم احمدی تو نہیں؟ تمہارے دل پر بیتی ہے اور کسی اور کے دل پر نہیں بیتی، تم نے ہمارا دکھ محسوس کیا اور کسی اور نے محسوس نہیں کیا۔ ہم تمہاری پیشانیوں سے پہچانتے ہیں تم چھپاؤ جو چاہو کرو ہمیں پتہ لگ گیا ہے کہ تم کون ہو چنانچہ مجبوراً پھر ان کو بتانا پڑا۔ تو جس قوم نے مظالم کی حد کر دی تھی جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے یا آئندہ پہنچے گی تو تب بھی انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پیش پیش ہوگی اور جہاں تک جیبوں کا تعلق ہے یہ نہ میں نے بھری تھیں نہ آپ نے بھری ہیں یہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کا نقشہ یہ کھینچا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ہم نے جو ان کو عطا کیا اس سے وہ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور جتنا وہ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں ہم عطا کرتے چلے جاتے ہیں یعنی ایک

سلسبیل ہے، ایک جاری سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ ایک طرف سے پانی بہہ رہا ہے لیکن بہنے کے سوراخ تو چھوٹے ہیں کیونکہ انسانی ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں اور ایک طرف سے پانی آ رہا ہے اور وہ آسمان کا سوراخ ہے جو خدا کے ہاتھوں کا بنایا ہوا ہے اس لئے ناممکن ہے کہ آنے والی راہ نکلنے والی راہ سے چھوٹی ہو جائے ایک جاری مضمون ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ہمیشہ ایسا ہوتا چلا جاتا ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو تو اس بات کا کوئی خوف نہیں، جتنی توفیق ہوگی ہم اتنا ضرور دیں گے اور صرف یہی نہیں کریں گے کہ آج کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کریں بلکہ جس طرح ہم نے افریقہ میں پہلے سے ہی پروگرام شروع کر دیا ہے ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی ہم نے کوشش کرنی ہے یہ آتے ہیں اور فقیروں کی طرح تقسیم کر کے چلے جاتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ ان کو زراعت میں تعلیم دینے کی ضرورت ہے، ان کو زراعت میں خود کفیل کرنے کی ضرورت ہے، اس معاملہ میں وہ بالکل بے خبر بے پراہ ہوتے ہیں تا کہ وہ قومیں ہماری محتاج رہیں اور جب احتیاج ہو تو پھر ہماری طرف دوڑیں۔

ہم نے افریقہ میں ایک سکیم شروع کی تھی اللہ کے فضل سے بہت کامیاب رہی ہے اور ساری قوم نے اس کو امید کی نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ ایک ہزار ایکڑ کا فارم لے کر اگر چہ پہلے سال شدید نقصان ہوا لیکن میں نے ان سے کہا کہ اب جاری رکھیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہم کر رہے ہیں وہ خود فضل کرے گا چنانچہ اس دفعہ رپورٹ یہ آئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر فصل بہت ہی اچھی ہوئی ہے اور نہایت کامیاب تجربہ رہا ہے۔ اسی طرح نائیجیریا کو ہم نے خود کفیل بنانے کے طریق سکھانے شروع کر دیئے ہیں بہر حال ہم سکھا تو سکتے ہیں اور حتی المقدور کوشش بھی کر سکتے ہیں اس لئے باقی ممالک میں بھی ہم اس سکیم کو عام کریں گے اور بعض احمدی وہاں وقف کر کے گئے ہیں اسی نیت سے جنہوں نے ان کو کام سکھانے کی نیت کی ہوئی ہے۔ ان کی خاطر وہ بڑی مشکلات میں مصیبتوں میں پڑ کر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن رات محنت کر رہے ہیں اور آہستہ آہستہ سلیقہ دے رہے ہیں ان کو۔ ان کو بالکل علم نہیں تھا کہ چاول کس طرح لگایا جاتا ہے، گندم کس طرح لگائی جاتی ہے، ان سب چیزوں سے وہ نابلد تھے۔

تو یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ ہمارے لئے نیکیوں کی راہیں کھول رہا ہے اور نیکی کی راہوں

میں ہمیں آگے سے آگے بڑھا تا چلا جارہا ہے۔ ان فضلوں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو پھر ان کے دیئے ہوئے دکھ ان کی دی ہوئی گالیاں، ان کی لغو باتیں، ان کے فضول قصے بالکل حقیر اور بے معنی دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس وقت دل حمد سے بھر جاتا ہے اور اللہ کے حضور حمد و شکر سے بھر کر آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور یہ عرض کرتی ہیں اپنے رب سے کہ:

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

(درثمین)

تو خدا کے فضل اس کثرت سے نازل ہو رہے ہیں اور ہر جگہ نازل ہو رہے ہیں کہ آپ باوجود اس علم کے کہ ہو رہے ہیں پھر بھی تصور نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کو ساری اطلاعیں اس کثرت سے نہیں آرہیں جس طرح مجھے آتی ہیں۔ کوئی جاپان سے خط آرہا ہے اور کوئی پاکستان سے خط آرہا ہے کوئی افریقہ کے ممالک سے خط آرہا ہے، کوئی ہندوستان سے آرہا ہے۔ گاؤں کے گاؤں احمدی ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ایسی تیزی آگئی ہے تبلیغ میں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

انگلستان بھی جاگ رہا ہے اللہ کے فضل سے، پہلے میں نے آپ کو خوشخبری دی تھی کہ ایک جوڑا، نہایت ہی سلجھا ہوا مخلص انگریز میاں بیوی کا نوجوان جوڑا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشان دیکھ کر احمدی ہوا ہے اسی جگہ سے یعنی یارک شائر سے، اب کل رات مجھے چٹھی ملی ہے کہ ایک اور خاتون احمدی ہوئیں تھیں کچھ عرصہ پہلے وہ ایک اور خاتون کو ساتھ لانے لگیں اور کل انہوں نے ایک بہت زبردست تبلیغی پارٹی کی ہوئی تھی۔ بڑا ہی خدا کے فضل سے ان کو جنون ہے یعنی ڈاکٹر سعید اور سلمیٰ سعید جو ان کی بیگم ہیں تو اسی (۸۰) آدمی قریباً بلائے ہوئے تھے، اڑھائی گھنٹے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تبلیغ کا موقعہ ملا اور کثرت سے پہلے کئی دن دعائیں کرتے رہے کہ اے اللہ! ہمیں تو علم نہیں ہے تو ہمیں روشنی عطا فرما، حکمت عطا فرما۔ ہماری زبان کھول۔ سلمیٰ سعید لکھتی ہیں کہ میں حیران ہوگئی تھی کہ مجھے جواب کیسے آرہے ہیں اور کس طرح میری زبان چل رہی ہے خود بخود یہاں تک کہ اس کثرت سے فون آنے شروع ہوئے کہ اب ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ تمہارا اسلام سچا ہے اور باقی سب جو قصے ہیں فرضی باتیں ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہمیں تو نفرت تھی اسلام کے نام سے۔ یہ جو ملا ازم اسلام

پیش کر رہا ہے جس قسم کے تنگ نظر وہ اسلام کی طرف منسوب کر کے پیش کرتے ہیں جس قسم کا تمہارے رسول کا تصور انہوں نے بنایا ہوا ہے انہوں نے بتایا سلمیٰ سعید کو کہ ہم تو دن بدن نفرتوں سے بھر رہے تھے۔ آج ہمارے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی ہے۔ بعضوں نے دعا کے لئے کہا کہ دعا کرو اب ہمیں اللہ جلد ہدایت نصیب کرے۔

ایک لڑکی جس کا میں نے ذکر کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے ابھی بیعت کرنی ہے۔ جو ساتھ لے کر آئی ہوئی تھی اس نے کہا کہ بی بی ابھی بیعت نہ کرو کچھ اور سوچ لو ابھی تو تم نئی ہو اس نے کہا تمہیں نہیں پتہ کیا بات ہے۔ میں نے چند دن ہوئے ایک خواب دیکھی اور اس خواب میں ایک موسیٰ کا ذکر تھا اور ایک کفن کا ذکر تھا عصائے موسیٰ اور اس کا جیت جانا اور ایک کفن کا ذکر تھا جو مسیحؑ کا کفن تھا اور مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ خواب کیا ہے؟ جب یہ سلمیٰ سعید سوال کا جواب دے رہی تھیں تو جو الفاظ ان کے منہ سے نکلے بعینہٖ وہی خواب میں مجھے بتائے گئے تھے اور کفن کا جو ذکر انہوں نے کیا ہے وہی ذکر خواب میں چل رہا تھا تو اب تو میں ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ وہاں سے واپس جا کر گھر پھر انہوں نے فون کیا انہوں نے کہا میں بے قرار ہوگئی ہوں، مجھ سے ابھی بیعت لو۔ چنانچہ انہوں نے پھر بلایا اور بیعت ان کی لی اور اب خدا کے فضل سے وہ بیعت مجھے رات ہی بھجوادی گئی۔

جرمنی میں خدا کے فضل سے ستر سے اوپر احمدی ہو چکے ہیں اللہ کے فضل سے جو تازہ اطلاع ملی ہے اور رجحان بڑھ رہا ہے تیزی سے۔ ہندوستان میں جیسا کہ میں نے بیان کیا گاؤں کے گاؤں بعض علاقوں میں احمدی ہو رہے ہیں کل ایک خط آیا ہے کہ وہاں جب احمدیت کے پھیلنے کی خبریں ملیں تو دور دراز سے بڑے بڑے علما پہنچے نفرتیں پھیلانے کے لئے پہنچے اور ان لوگوں کو، علما کو گاؤں والوں نے نکال دیا انہوں نے کہا کہ ہمیں تمہارا اسلام نہیں چاہئے تم نفرتیں لے کر آئے ہو تم گالیاں لے کر آئے ہو۔ انہوں نے تو ہمیں زندہ کر دیا ہے، انہوں نے تو ہمیں خدا کا پیار عطا کیا ہے، تم کیا باتیں کرتے ہو۔ یہ کس طرح جھوٹے ہوگئے جو خدا کی باتیں اور رسولؐ کی باتیں کرتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیں اللہ کی محبت سکھائی، جنہوں نے ہمیں نماز روزہ بتایا اور تم ہمیں آکر ان کے خلاف گالیاں دے کر ان سے بدظن کرنا چاہتے ہو، تمہارا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ بعض گاؤں والوں نے ان سے کہا، یہ ہندو علاقہ تھا، جب ہندو ہمیں ہندو بنا رہے تھے جب ہماری تہذیب تباہ ہو رہی تھی اس

وقت تمہارا اسلام کہاں سویا ہوا تھا؟ تمہیں کوئی خیال نہیں آیا کہ علاقوں کے علاقے ایسے پڑے ہوئے ہیں ہندوستان میں جہاں ہندو کلچر مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے اور دن بدن ان کو اسلام سے متنفر کر کے خاموشی کے ساتھ ہندوازم کی طرف واپس لے جا رہا ہے اس وقت تمہارے کانوں پر جوں نہیں رینگی اور اب جب کہ احمدی یہاں پہنچے ہیں ہمیں اسلام سکھانے کے لئے اور ان سے مقابلہ سکھانے کے لئے غیروں سے تو اب تم آ گئے ہو کہ ان کو چھوڑ دو۔

افریقہ میں جو صد سالہ سکیم تھی اس کے تابع ہم نے بعض ممالک کے سپرد بعض ممالک کئے تھے جہاں کوئی بھی احمدی نہیں تھا اور یہ فیصلہ تھا کہ اللہ کے فضل کے ساتھ ہر ملک سو سالہ جوبلی کے تحفے کے طور پر دو یا تین ملک ایسے خدا کے حضور پیش کرے جہاں پہلے احمدیت نہیں ہے۔ چنانچہ افریقہ کے ایک ملک کے متعلق پہلے بھی اچھی خبر آئی تھی اب کل پھر اطلاع ملی ہے غانا کے سپرد کیا گیا تھا کہ خدا کے فضل سے وہاں دیہات کے دیہات احمدی ہوئے ہیں اور اب ان کی طرف سے مطالبہ آیا ہے کہ فوراً آ کر ہمارے اندر جماعتیں قائم کرو، ہمیں نظام سکھاؤ اور اللہ کے فضل سے رجحان ایسا تیزی سے پھیل رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمیں فوری طور پر وہاں مبلغ مقرر کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ان کو میں نے کو لکھا ہے۔ آپ خود جائیں، تنظیم قائم کریں اور آگے پھر اس کو سنبھالیں تو خدا کی دین ہے وہ تو نہیں رُکنی۔

جتنا یہ روک رہے ہیں اتنا ہی خدا کھولتا چلا جا رہا ہے ہماری راہیں جتنا یہ ہمارے رزق پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اتنا ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چندوں میں برکت ڈالتا چلا جا رہا ہے، جتنا یہ گندی گالیاں ہمیں دیتے ہیں اتنا ہی اللہ تعالیٰ ہمیں روحانی وجود بناتا چلا جا رہا ہے۔ جتنا یہ متنفر کرتے ہیں ہمارے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے دین سے اتنا ہی زیادہ عشق بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اسی کثرت سے احمدی درود بھیج رہا ہے۔ جتنا یہ مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ اتنا زیادہ احمدیوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی محبت موجیں مار رہی ہے۔ یہ دو الگ الگ واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ ایک مغضوب علیھم اور ضالین کی راہ ہے جو پہچانی جاتی ہے اور ایک وہ راہ ہے جن پر خدا نے انعام فرمایا اور وہ بھی پہچانی جاتی ہے۔

چنانچہ وہ کام جو ہماری تربیتی تنظیمیں کبھی بھی نہیں کر سکتی تھیں وہ کام خود بخود خدا کی تقدیر ظاہر فرما رہی ہے اس کثرت سے اطلاعیں ملتی ہیں ایسے احمدیوں کی جو یا تقریباً بے دین خدا تعالیٰ سے اپنے

گناہوں کی وجہ سے تھے یا بے تعلق تھے یا نمازوں میں سست تھے کوئی دین کی محبت ان میں نہیں تھی یا چندے ادا نہیں کرتے تھے ان کی چٹھیاں پڑھتا ہوں میں تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ خدا کی حمد سے دل کس طرح بھر جاتا ہے اور کس طرح آنکھیں اللہ کے حضور شکر کے آنسو بہاتی ہیں۔ ٹھیک ہے بہت گند بکنے والے لوگ ہیں اس دنیا میں، ٹھیک ہے بہت دکھ دیئے ہیں لیکن ان انعامات کو بھی دیکھیں کہ اس کے مقابل پر آپ سے خدا کیا سلوک کر رہا ہے۔

پس پاکستان کے احمدیوں کو خصوصاً میں توجہ دلاتا ہوں کہ خدا کی پیاری نگاہوں کو دیکھنا شروع کر دیا کریں جب یہ دکھوں اور مصیبتوں کے انبار آپ پر پھینکتے ہیں، ایک ہی علاج ہے اور اس علاج کے سوا کوئی علاج نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بتایا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے لطفوں کو یاد کیا کریں، اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کیا کریں، خدا کے کرم جو بارش کی طرح برس رہے ہیں ان کو دیکھا کریں۔

چنانچہ میں آپ کو ایک بچے کا، مثال کے طور پر میں نے بعض خط چنے ہیں ایک نوجوان کا خط میں آپ کو بتاتا ہوں یہ ایک مثال نہیں ہے ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں اور ہزارہا اور ایسی مثالیں ہیں۔ لیکن ہر نوع کے احمدیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک پاک تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ ایک صاحب لکھتے ہیں غیر ملک سے یعنی پاکستان کے باہر کسی ملک سے کہ میں گزشتہ چھ سال احمدیت سے کافی دور چلا گیا تھا نہ نماز، نہ روزہ، لیکن اس آرڈیننس کے بعد خدا کے فضل اور بزرگوں کی دعاؤں سے واپس کھنچا چلا آیا ہوں۔ میں نے خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی توبہ کی اور نمازیں اور روزے شروع کئے اور ہر نماز میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے دوبارہ مجھے نیکی کی توفیق عطا فرمائی گویا کہ یہ آرڈی نینس میرے لئے تو بڑا ہی بابرکت ثابت ہوا اور اس وقت آپ کے یہ الفاظ میرے کان میں گونج رہے ہیں کہ اگر مسلمان کو آگ میں ڈالا جائے تو وہ کندن بن کر نکلتا ہے۔ اس تبدیلی کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ آرڈیننس کے معاً بعد میں نے اپنے والدین جو کہ پاکستان میں ہیں ان کو خط لکھا کہ آپ لوگ اپنے پاسپورٹ کی فوٹو کاپی مجھے بھجیں تاکہ میں آپ کا ویزہ بھیج کر آپ لوگوں کو یہاں بلوا لوں۔ اس خط کا جواب اس طرح آیا اگر بیٹا تم نے سیر کی غرض سے بلوایا ہوتا تو ہم ضرور آتے لیکن تم حالات سے ڈر کر ہمیں بلوا رہے ہو تو یہ ذہن سے نکال دو کہ ہم ڈر کی وجہ سے آجائیں گئے۔ ہم تو شہید ہونے کے لئے

بے چینی سے وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ بچہ لکھتا ہے کہ یہ خط مجھ پر بجلی بن کر گرا اور اس کے بعد پھر میں نے احمدیت کی کتابیں پڑھنی شروع کیں اور اب تو جہاں موقع ملتا ہے تبلیغ کی بھی کوشش کرتا ہوں۔ میری اس تبدیلی کو دیکھ کر دوست احباب حیران ہو جاتے ہیں کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔

تو یہ ایک انعام ہے جو اللہ تعالیٰ عطا کر رہا ہے جماعت کو اور کثرت سے عطا کر رہا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ولی بن رہے ہیں اور خدا کی راہ میں آنسو بہانے لگے ہیں۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ بعض اوقات تو بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ جب ہم خطبات کی کیسٹس (Cassettes) سنتے ہیں تو دوست اتنا روتے ہیں اتنا روتے ہیں کہ بعض دفعہ برداشت نہیں ہوتا تو اونچی آوازوں سے رونا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ دوست جن کو کبھی نمازوں میں سست دیکھا جاتا تھا وہ بھی اب عبادت کے وقت زار و قطار آنسو بہانے لگتے ہیں۔ سمجھ نہیں آتی کہ اتنی جلدی چند ماہ میں یہ حیرت انگیز تبدیلی پیدا کیسے ہوگئی؟

جہاں تک چندوں کا تعلق ہے اس کثرت سے خطوط ہیں حیرت انگیز قربانیوں کے کہ ناممکن ہے کہ میں آپ کو بتا سکوں۔ وہ محفوظ کئے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ زمانے کے لئے یہ تاریخ محفوظ کی جائے گی۔ ایسے عجیب خدا تعالیٰ نے دلوں کے اوپر تصرفات فرمائے ہیں اور ایسی ایسی ہمتیں عطا کی ہیں قربانی کے لئے، ایسا جوش پیدا کیا ہے، ایسی لذتیں عطا کی ہیں قربانی کرنے والوں کو کہ یہ تو اب ٹھہرنے والا قصہ ہی نہیں ہے، یہ تو میں روکتا ہوں تو رکتے نہیں ہیں بعض دفعہ میں واپس کرتا ہوں کہ یہ تمہاری طاقت سے بڑھ کر ہے منتیں کر کے دوبارہ دیتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ ایک دفعہ نہیں ہوا، ایک نوجوان سے میں نے کہا کہ یہ تمہاری ساری عمر کی کمائی ہے علم ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی راہ میں یہ منظور ہوگئی ہے اور میں تمہیں یہ واپس کر رہا ہوں تم بالکل فکر نہ کرو لیکن اتنا حصہ میں تمہارا قبول کرتا ہوں۔ اسکی وہ کیفیت ہوئی خط پڑھ کر کہ میری قربانی کو گویا رد کر دیا گیا ہے کہ ایسا روحانی عذاب میں بے چارہ مبتلا ہوا کہ بعد میں یہ مجھے پتہ چلا تو شدید مجھے دکھ پہنچا کہ میں نے کیوں اس کو ایسا کہا تھا اور آخر اس نے وہ دیکر ہی چھوڑا۔ تو بظاہر جو لوگ محروم ہو رہے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اب ایسی روحانی لذتیں عطا کر رہا ہے اس کا تصور بھی کوئی دنیا میں نہیں کر سکتا۔

ایک غریب عورت نے یہ لکھا کہ جب میں نے دیکھا اپنی بہنوں کو قربانی کرتے ہوئے

ہر طرف تو اس قدر مجھے شدید تکلیف تھی کہ میں کیا کروں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ کہتی ہیں اچانک مجھے خیال آیا کے یہ جو گائے میں نے لی ہے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے یہ تو ہے تمہارے پاس اگر تمہیں اس گائے سے محبت ہے اور دل میں خواہش قربانی کی زیادہ ہے تو پھر اس گائے کو پیش کردو۔ چنانچہ آج کے بعد سے یہ گائے میری نہیں ہے جب تک آپ اس کو سنبھال کر یا بیچ کر انتظام نہیں کر لیتے اس وقت تک جو دودھ میں اس سے لوں گی اسکے پیسے ادا کرونگی۔ عجیب دیوانے لوگ ہیں دنیا تو تصور بھی نہیں کرسکتی کہ احمدی کیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ وہ تو آپ کے ظاہر کو بھی نہیں پہچانتی آپ کے باطن میں کیسے اسکی نگاہیں اتر سکتی ہیں۔

ایک بچی کا بہت پیارا خط آیا۔ کہتی ہے (Cassette) کیسٹ چل رہی تھی عورتوں کی قربانیوں کے جو آپ واقعات بیان کر رہے تھے، چھوٹی بچی ہے وہ کہتی ہے کہ میرے دل میں عجیب تڑپ اٹھی اور میں نے اپنی ماں کو کہا کہ امی آپ کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کہتی، یہ کہتے کہتے جو میری نظر اُٹھی تو دیکھا کہ ماں اپنی بالیاں اتار رہی ہے اور روتی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ میں نے اپنی ماں پر بدظنی کی تھی وہی بالیاں اس کے پاس تھیں اور ادھر بیٹی کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی ادھر وہ ماں کے ہاتھ پہلے ہی اس طرف اٹھ چکے تھے۔ یہ قوم ہے جس کو یہ ظالم مٹائیں گے! **خدا کی قسم آپ نہیں مٹ سکتے، آپ ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحیں ہیں جو آپ کے اندر زندہ ہو رہی ہیں، یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفات ہیں جو آپ کو نئی زندگی عطا کر رہی ہیں ان کو خدا مٹنے دے گا؟ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا یہ ناممکن ہے ساری کائنات مٹ سکتی ہے لیکن احمدیت کی روح نہیں مٹ سکتی کیونکہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کی روح ہے اور خدا اس روح کو کبھی مٹنے نہیں دے گا۔**

یہ کلمے مٹا رہے ہیں۔ عجیب تاریخ بن رہی ہے اسلامی ملک اور سپاہی اور ملازم مقرر کئے گئے ہیں حکم دے کر کہ کلمے مٹاؤ۔ کبھی دنیا کی تاریخ میں ایسا بھی واقعہ آیا تھا۔ یہ دن بھی بدقسمتوں نے دیکھنے تھے کہ اسلام کے نام پر اللہ کی عطا کی گئی تھی ایک ملک کے طور پر اور وہاں کی حکومت کو اور کوئی کام ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ کلمے کے پیچھے پڑ جائے کہ کلمے مٹا دو۔ یہ نظارہ بھی سامنے آیا کہ ایک مسجد میں جب ایک مجسٹریٹ اور پولیس پہنچی کہ ہمیں اوپر سے حکم آیا ہے کہ اگر یہ مولویوں کو نہیں

مٹانے دیتے تو تم جا کر حکومت کی طرف سے کلمے مٹاؤ۔ پہلے تو انہوں نے کوشش کی ان کو حکم دیا ہم تمہیں یہ کریں گے اور وہ کریں گے تم مٹاؤ کلمہ انہوں نے کہا جو کرنا ہے کرو، قتل کرتے ہو، مارتے ہو، پیٹتے ہو جو چاہو کرو احمدی کا ہاتھ کلمہ نہیں مٹائے گا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے یہ کہا بہت اچھا پھر ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم خود مٹائیں گے۔ انہوں نے کہا تم جس حکومت کے کارندے ہو ویسی ہی صفات تمہاری ہیں جو چاہو کرو۔ چنانچہ انہوں نے سیڑھیاں پکڑیں اور کلمہ مٹانے کے لئے مجسٹریٹ نے حکم دیا سپاہی کو کہ جاؤ اوپر اور سپاہی پھیر دو اور احمدی اس وقت سجدہ میں گر گئے اور اس قدر روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں کہ اے خدا! یہ دنیا میں دن دیکھنے تھے کہ تیرا نام تیرے نام پر مٹایا جارہا ہے تیرا نام لے کر تیرا کلمہ مٹایا جارہا ہے ایک خادم لکھتے ہیں کہ جب سجدے سے اٹھ کر میں نے دیکھا مجسٹریٹ بھی بے اختیار رو رہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ میرے لئے دعا کرو کہ میں بد بخت ہوں جو اس حکومت کے حکم پر مجبور ہو گیا ہوں میری کوئی پیش نہیں جارہی، یہ دو نظارے پیدا ہو رہے ہیں۔ اب معمولی سی عقل والا انسان بھی پہچان سکتا ہے کہ اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کا رستہ کون سا ہے اور اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا رستہ کون سا ہے؟

ادھر وہ کلمے مٹا رہے ہیں ادھر ہماری چھوٹی بچیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کلمے کی محبت اتنی پیدا کرتا چلا جارہا ہے اتنی بڑھا رہا ہے کہ ان کا سینہ روشن ہو گیا ہے کلمہ کے نور سے۔ ایک بچی کے متعلق ایک صاحب واقعہ لکھتے ہیں، کہتے ہیں۔ میری بچی نے جب یہ سنا کہ اب کلمے مٹانے کے حکم آ گئے ہیں چھوٹی سی عمر کی بچی ہے بڑے جوش سے کہنے لگی کہ ہم سے کلمہ چھیننا چاہتے ہیں ابا! ہم تو کلمہ نہیں چھوڑیں گے چاہے ہماری گردنیں کاٹ دیں، ہمیں جنگلوں میں بند کر دیں۔ ہمیں کمروں میں بند کر دیں یہ بچی کی باتیں ہیں بیچاری کی، ہم نے تو کلمہ طیبہ پڑھنا ہی پڑھنا ہے میرا دل ایسے حضور کو چھوڑنے کو نہیں کرتا اور یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگ گئی بہت ہی روئی، بہت ہی روئی پھر کہنے لگی اب تو میرا مولا آ ہی گیا ہے اب تو اس نے ان کا کچھ نہیں چھوڑنا ہم نے ان کو کچھ نہیں کہنا ہمارا خدا ان کو مارے گا پھر یہ روئیں گے اور کہیں گے ہمیں کیا پتہ تھا نہیں تو ہم ایسا نہ کرتے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے دل پر جس خدا نے آسمان کے نور سے کلمہ لکھ دیا ہے ان کے اوپر ان کے کردار کی سیاہیاں کیسے پھر سکتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ کلمہ نہیں مٹا رہے یہ اپنے نام و نشان مٹانے کے سامان کر رہے ہیں۔ ان کی سیاہیاں احمدی کے دل تک نہیں پہنچ سکتیں۔ جتنا یہ ظاہری کلموں کو مٹائیں گے اتنا ہی زیادہ روشن حروف میں اتنے ہی زیادہ نمائندہ و پائندہ و تابندہ حروف میں احمدیت کے دلوں پر کلمہ لکھا چلا جائے گا لکھا چلا جائے گا اور ہمیشہ کی زندگی احمدیت کو عطا ہوگی۔ دلوں کے کلمے پر دنیا کے گندے اور کوتاہ ہاتھ نہیں پہنچ سکتے اور کوئی اُن کو مٹانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ایسی قومیں خود مٹ جایا کرتی ہیں اور وہ قومیں ہمیشہ کی زندگی پا جاتی ہیں جو خدا کے نام پر اپنا سب کچھ مٹانے کے لئے خود تیار ہو کر بیٹھ جاتی ہیں۔ اس لئے خوش نصیب ہیں وہ بڑے اور وہ چھوٹے، وہ مرد اور وہ عورتیں، وہ بوڑھے اور وہ بچے جو آج اللہ کی راہ میں سب کچھ فدا کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگائے بیٹھے ہیں اور کوئی پرواہ نہیں، کوئی غیر اللہ کا خوف ان کے دل میں نہیں ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی خاطر کائنات کو پیدا کیا گیا تھا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی خاطر کائنات کو رکھا جائے گا یا مٹایا جائے گا۔ اگر انہوں نے اس بات کو تسلیم کرلیا، اس آواز کو تسلیم کرلیا جو خدا نے اپنے ایک بندہ کی زبان سے جاری کروائی تھی تو وہ اپنی بقا کا سامان کریں گے اور یاد رکھیں اگر وہ اس شرارت پر مصر رہے، اگر وہ ان گندگیوں میں آگے بڑھتے چلے گئے تو پھر خدا کی تقدیر ان کا کوئی نشان باقی نہیں چھوڑے گی۔ کبھی اس تقدیر نے پہلی قوموں سے اس کے سوا کوئی سلوک نہیں کیا۔ وہی خدا آج بھی زندہ خدا ہے وہ آج بھی ویسی ہی تقدیریں دکھائے گا جیسے پہلے دکھاتا چلا آیا ہے۔

اس لئے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ ہمیں مزید استقامت عطا فرمائے، ہمیں صبر کی اور زیادہ توفیق عطا فرمائے، ہمیں اپنی راہ میں قربانیوں کی اور زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے بچوں کو بھی ولی بنا دے اگر وہ جو قبروں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں اگر ان کو بھی آج تک تقویٰ کے پہلے سبق یاد نہیں تو اے خدا! ہم تیری تقدیر پہ راضی ہیں کہ تو ہمارے بچوں کو اولیاء کے مقام عطا فرما رہا ہے دن بدن وہ روحانیت کے ارفع سے ارفع مقامات کی طرف حرکت کر رہے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جو چلنا بھی نہیں جانتے تھے انہوں نے چلنا سیکھ لیا اس دور میں، جو چلا کرتے تھے قدم قدم وہ دوڑنے لگے اور خدا کی قسم آج ایسے احمدی پیدا ہو چکے ہیں جو پہلے دوڑتے تھے آج روحانیت کے آسمان اور روحانیت کی رفعتوں میں وہ پرواز کرنے لگے ہیں اور دن بدن اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر ہمیں رفعتیں اور عظمتیں

عطا فرماتا چلا جارہا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

خطبہ ثانیہ کے درمیان فرمایا:

جیسا کہ پہلے بھی اعلان کیا گیا تھا جمعہ کے بعد چونکہ نماز عصر کا الگ وقت نہیں رہتا اور جمع کا وقت ہو چکا ہوتا ہے یعنی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس لئے آج بھی نمازیں جمع کی جائیں گی اور ساری سردیاں جب تک یہ مجبوری ہے جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع کی جایا کرے گی۔

کل کے متعلق اعلان ہے کہ چونکہ فیصلہ ہوا تھا کہ سوال و جواب کی مجلس جس میں ہم اکٹھے بیٹھ کر شامل ہوتے ہیں وہ ہفتہ اور اتوار کو ہوا کرے گی مغرب کی نماز کے معاً بعد۔ لیکن ان دو دنوں میں عشاء کی نماز کا کوئی معین وقت نہیں ہے۔ اگر یہ مجلس پہلے ختم ہوگئی اور عشا کی نماز کا وقت ہوا تو اسی وقت عشا کی نماز پڑھ لی جائے گی یعنی ساڑھے سات ہونا ضروری نہیں ہے ہفتہ اور اتوار کو۔ اور اگر بعض دفعہ بعض دوست دلچسپ سوال لے کر آتے ہیں اور تھوڑے وقت میں ختم نہیں ہوتے تو لمبا بھی کرنا پڑے تو لمبا بھی کر لیں گے انشاء اللہ۔ تو دونوں دنوں میں عشا کی نماز پر آنے والے احتیاطاً اگر وہ مجلس کے لئے نہیں آسکے تو ذرا پہلے آجائیں تا کہ ان کی نماز نہ ضائع ہو۔ ہاں ایک بات میں بھول گیا تھا کہ کل کا مجلس سوال و جواب کا پروگرام یہاں نہیں ہوگا۔ کل ہمارا انشاء اللہ تعالیٰ اسلام آباد میں ایک پروگرام ہے۔ تو یہ اتوار یعنی پرسوں سے شروع ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)